

بسم اللہ الرحمن الرحیم

### ایک وضاحت

الحمد للہ وسلام علی عباده الذین اصطفیٰ، اما بعد!

ایک سوال بہت سے فضلاء مرکز اور دیگر حضرات کی طرف سے مسلسل مجھے موصول ہو رہا ہے کہ مولانا زبیر حسین صاحب کی نئی کتابوں کے ساتھ میرا کیا تعلق ہے؟ بعض کہتے ہیں کہ یہ کتابیں مجھ سے مذاکرہ کے بعد لکھی گئی اور میں ان کے مندرجات سے متفق ہوں، بعض کہتے ہیں ان میں پیش کردہ چیزیں مرکز کے خیالات سے متفق ہیں، اس لئے اس بارے میں حقیقت حال کی وضاحت ضروری معلوم ہوئی۔

قصہ یہ ہے کہ غالباً ۱۴۳۳ھ کے کسی مہینے میں مولانا زبیر صاحب نے کمپیوٹر پر کتابت کردہ اپنا ایک مقالہ میرے پاس لے آئے، جس پر جلی حروف میں لکھا ہوا تھا: "دارالعلوم دیوبند" آگے اور کچھ لکھا ہوا نہیں تھا، انھوں نے یہ دیکھنے کے لئے کہا، اور بتایا کہ (قلمی سال کے آخر میں) بیت النور مدرسہ کی "شارک گزشتہ" میں یہ شائع ہونے کی بات ہے، مقالہ میں کیا لکھا اس بارے میں انھوں نے کچھ نہیں بتایا یہ بتایا کہ اس میں قابل غور اور نازک امور سے تعرض کیا گیا ہے۔

سال ختم ہو گیا میں وہ مقالہ دیکھ نہ سکا، اور معلوم ہوا کہ شارک میں یہ مقالہ شائع بھی نہیں ہوا، پھر میں نے سوچا کہ چلو اب ایک سال کا وقت مل گیا کیونکہ آئندہ شارک تو آئندہ قلمی سال کے آخری میں شائع ہو گا، اس سے پہلے پہلے ان شاء اللہ دیکھ لیں گے۔

اس کے بعد دو تین بار انھوں نے مجھے اس مقالے کے بارے میں یاد دہانی کی تھی، میں نے اس کا سننا بھی شروع کر دیا تھا، شروع سے چند صفحات سنے تھے۔ پھر توقف ہو گیا، پھر دو تین ماہ کے بعد سنا کہ ان کی کتاب چھپ گئی، مختلف جگہوں سے اس کے مضامین کے بارے میں استفسار شروع ہو گیا، میں نے ایک نسخہ منگوا یا، سرسری دیکھا تو بڑا تعجب ہوا، کیونکہ انھوں نے ایک بار بھی مجھے یہ نہیں بتایا کہ اس میں قابل غور امور ہیں جو صحیح ہیں کہ نہیں یا عمومی اشاعت کے لائق ہے کہ نہیں اس کے بارے میں آپ کی رائے مطلوب ہے، اس لئے آپ اسے دیکھیں ورنہ میں اسے یوں ہی چھاپ دوں گا!!

خیر بعد میں وقت نکال کر میں نے اسے مکمل مطالعہ کیا ہے، قابل اعتراض امور نوٹ بھی کئے، تاکہ ان سے مذاکرہ کیا جاسکے، بعد میں ملاقات کے وقت میں نے اجمالاً ان کی اس کتاب پر نگہ کی ہے کہ اس میں بعض امور قابل اعتراض اور قابل نظر ثانی ہیں، اور اسلوب عرض تو بالکل منکر ہے، اور اس پر ان سے تفصیلی مذاکرہ کرنا ہے یہ بھی ان کو بتادیا تھا، اور جب ۱۴۳۸ھ کو مرکز کے

سابق طلبہ کی مجلس مذاکرہ کے دن ان سے میں نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ اس پر مذاکرے سے پہلے یہ دوبارہ نہ چھاپیں، لیکن وہ مذاکرہ اب تک نہ ہوا لیکن دور سالہ اب تک شائع ہی ہو رہا ہے۔

ان کی دوسری کتاب کا قصہ یہ ہے کہ اس کا مسودہ بھی میرے پاس نہیں آیا نہ اس کا نام یا موضوع کا مجھے کوئی علم تھا، ایک دفعہ وہ غالباً اپنے بیٹے کو دیکھنے مدرسہ الدینہ آیا تھا، جاتے یا آتے وقت مجھ سے بھی ملے، اور ہنستے کہہ رہے تھے کہ میں نے سوچا کہ اور بھی کتابیں منظر عام پر آجائیں پھر سب پر ایک ساتھ مذاکرہ ہو جائے، میں نے صاف عرض کر دیا کہ ایسا ہرگز نہ کریں، جو رسالہ چھپ گیا اس پر پہلے مذاکرہ ہو جائے اس سے پہلے کوئی اور کتاب نہ چھاپیں۔

ایک دو ماہ کے بعد سنا کہ ان کی ایک اور کتاب چھپ گئی ہے، اس کا نسخہ بھی میں نے بازار سے منگوایا ہے، اور اسے بھی مطالعہ کیا اور دل مجروح ہوا، کیونکہ کتاب میں جو اچھی باتیں تھیں، اور بعض منکروں پر جو نکیر کی گئی تھی ان کی افادیت بھی کتاب کے جارحانہ اور تحکمانہ اسلوب کی وجہ سے محذوш ہو گئی، اور جو باتیں سرے سے قابل اعتراض یا مشکوک ہیں وہ تو اس سے الگ۔ اور تیسری کتاب کے بارے میں مجھے اتنا بھی پتہ نہیں تھا کہ کوئی کتاب آرہی ہے، جب سنا تو اس کے بھی نسخے بازار سے منگوا کے رکھے، لیکن مطالعہ کا اب تک موقع نہیں ملا۔

ایک مرتبہ انھوں نے "الحکم بعیر ما أنزل اللہ" پر ایک مضمون پیش کیا، میں نے اسے مطالعہ کیا اور مذاکرہ کے لیے بلایا، مذاکرہ ہوا بھی تھا، میں نے اسے مطلق وجہ تکفیر قرار دینا اور اس کی بنیاد پر عمومی تکفیر کرنے کی مخالفت کی، اور مختلف امور پر نوٹ دیے، اور قابل تحقیق متعلقہ دیگر کچھ امور بھی نوٹ کر دوائے، کچھ دنوں کے بعد اسی مقالے کو عربی میں پیش کیا، جو پہلے سے ذرا مختلف تھا، اور میرے ملاحظیات کا جواب الگ سے عربی ہی میں لکھا، میں نے ان سب کو دیکھا، ان میں میرے اشکالات کے جواب دینے کی کوشش کی گئی، لیکن اصل اشکال اب بھی باقی تھا، اور متعلقہ جن امور کی تحقیق کے لیے کہا گیا تھا ان کا ان کاغذات میں کوئی خاص تذکرہ نہیں تھا، میں نے انھیں کاغذات وصول ہونے کی اطلاع دے دی، بعد میں ملاقات پر براہ راست بھی کہا، کہ آج کل میں ہلال کے کام میں مصروف ہوں یہ کام ختم ہونے کے بعد ہم ان شاء اللہ دوبارہ مذاکرہ کے لیے بیٹھیں گے، ہلال کا کام ختم ہونے میں وقت لگا، جب ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ کو میں اس کام سے فارغ ہوا تو ان کو طلب کیا معلوم ہوا کہ اب ان کا نکلنا یا کسی مجلس میں شرکت کرنا محذور ہو گیا، اس لیے اب مذاکرہ کے لیے جمع ہونا مشکل ہے، یہ عارضی حالت ختم ہو پھر ممکن ہے۔

۲۳ شعبان ۱۴۳۸ھ کو وہ خود آکر ایک بڑی تحریر دے گئے جس میں رجب ۱۴۳۸ھ کی مجلس مذاکرہ پر انھوں نے مفصل تبصرہ کیا ہے، یہ تبصرہ میں نے چند مہینوں کے بعد مطالعہ کیا، وہی جارحانہ اور تحکمانہ اسلوب، مصفحات العلم واللسان من غیر موجب و بہان کے بہت نمونہ اس تحریر میں موجود ہے۔

پھر ۲۴ جمادی الآخرہ ۱۴۳۹ھ کو ان کے چھوٹے بھائی مولانا ابراہیم صدیق کے واسطے سے ان کا ایک اور خط ملا، لیکن یہ خط اور وہ تحریر یا ان کی کتابوں اور مقالات کے بارے میں مذاکرہ کا موقع اب تک نہیں ہوا!

گزشتہ قلمی سال غالباً ۱۴۳۰ھ کے اوائل میں ایک طالب علم جن سے میرا تعارف نہیں مولانا زبیر صاحب کی طرف آئے، اور "اوتی جذبہ باقی ترون"۔ "مولانا ابو مصعب کا نسخہ پیش کیا، ان کے ساتھ بلا نام ایک تحریر تھی جس میں لکھا تھا کہ جب تک آپ منع نہیں کریں گے میں مرکز میں آتا رہوں گا، جب بلائیں گے تب تو ضرور، لیکن اس وقت مناسب نہیں سمجھ رہا ہوں۔ اور سال کردہ اس سلسلہ (جس کی پہلی کتاب حاضر ہے) میں ہمارے دعاوی مسلسل طور پر آتے رہیں گے۔

اس طالب علم نے بتایا کہ ابو مصعب سے مراد مولانا زبیر صاحب ہیں، اس نے وہ تحریر بھی مجھ سے واپس لے لی۔ یہ ہے پورا قصہ، پورے سیاق و سباق کے ساتھ میں نے پیش کر دیا، اس سے امید ہے کہ یہ بات صاف ہوگئی کہ طلبہ کے برادری میں جو بات شائع ہو رہی ہے کہ ان کتابوں میں میرا مشورہ شامل ہے یا ان کتابوں کی مندرجات اور دعوت سے مرکز المدعو متفق ہے یہ بات صحیح نہیں۔

مرکز کے احباب بھی اور دوسرے بہت سے حضرات بھی بار بار مجھے کہہ رہے ہیں کہ ان کتابوں کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کروں، حضرت مولانا دلاور حسین صاحب نے بھی فون پر اور بوقت ملاقات بتایا کہ اس پر کوئی تحریر ضرور آنی چاہیے، انھوں نے یہ بھی بتایا کہ بعض لوگ میرے بارے میں بھی کہتے ہیں کہ میں ان سے متفق ہوں، حالانکہ معاملہ ایسا نہیں ہے۔ میں نے ہر ایک کو اجالا کیا کہ جو باتیں صحیح ہیں اس سے تو سب ہی متفق ہیں، جس نے بھی لکھی جہاں بھی لکھی، باقی ان کتابوں میں قابل اعتراض اور قابل نظر ثانی باتیں موجود ہیں، اور اسلوب ہر کتاب کا بڑا منکر اور موحش ہے، ان کتابوں کا کوئی ضرر یہ ہے کہ ان سے قارئین کے درمیاں بے فائدہ انتشار اور تشویش پیدا ہو رہی ہے، طلبہ کو راستہ دے اور چھوٹوں کو بڑوں سے منقطع کرنا یہ ان کی بڑی مضرتوں میں سے ہے، باقی جو غلط افکار اور غلط پیغام ان کتابوں سے شائع ہو رہے ہیں ان کا معاملہ الگ ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کتابیں معیار تحقیق سے فروتر ہیں، کوئی بھی صاحب بصیرت یا تمیز صاحب علم مطالعہ کر کے اور متعلقہ حوالوں کی مراجعت کر کے اس کا اندازہ کر سکتا ہے۔

ان کتابوں میں جو اچھی باتیں تھیں، اور مختلف منکرات کی جو نظامداری کی گئی تھی ان کی افادیت بھی جارحانہ اسلوب کی وجہ سے اور غلط صحیح، اور واضح و مشتبہ کی تخیل کی وجہ سے خدوش ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ ان کو فکری اعتدال نصیب فرمائے، ان کے علم کو نافع بنائے، اور ہم سب کو عافیت و سلامت کی نعمت سے نوازے۔ آمین۔

بندہ محمد عبدالملک ففر لہ

۲۲ رجب ۱۴۳۰ھ